۳
سلسلۂ اشاعت

واعبد ربك حتى ياتيك اليقين (الحجر۹۹)

اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں یہاں تک کہ آپ کو موت آجائے۔

دعوت فکر

مرتب

عبدالواحد انور یوسفی

ان الدين عند الله الاسلام
مرکز الدعوۃ الاسلامیہ والخیریہ

مرکز الدعوۃ الاسلامیہ والخیریہ
اسلامی کمپاؤنڈ، سونس
تعلقہ کھیڈ، ضلع رتناگیری ۴۱۵۷۲۷
فون: 02356/262555

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین و من تبعھم باحسان الی یوم الدین۔

وبعد۔ وقت بڑی تیزی کے ساتھ بھاگ رہا ہے شب وروز کی گردش اور نظام شمس وقمر اپنے خالق کے حکم کی تعمیل میں لگے ہوئے ہیں مستقبل کا ایک ایک پل حال اور حال کا ایک ایک پل ماضی بنتا جا رہا ہے اس طرح ہم غور کریں تو ہماری زندگی برف کی طرح پگھل رہی ہے ہمارا وجود لمحہ بہ لمحہ ان مقررہ اوقات کو کھو رہا ہے جو تقدیر الٰہی نے مقدر کر دیا ہے بلکہ کائنات کی ہر چیز اپنے تغیر وتبدل کی داستان زبان حال سے کہہ رہی ہے بقاودوام تو صرف اور صرف خالق کائنات مالک حقیقی اللہ رب العزت کی شان ہے قرآن ناطق ہے۔

کل من علیھا فان و یبقی وجہ ربک ذوا لجلال والا کرام (الرحمٰن ۲۶،۲۷)

زمین پر جو ہیں سب فنا ہونے والے ہیں صرف تیرے رب کی ذات جو عظمت اور عزت والی ہے باقی رہ جائے گی۔

کائنات میں قانون فطرت کا عمل جاری ہے اور اسی دھوپ چھاؤں میں ہم اپنے راہ عمل کی تلاش وجستجو میں سرگرداں اور حصول منزل کی آرزو میں شادکام ہیں رفتار زمانہ کے شانہ بہ شانہ چلتے ہوئے ہمارا سابقہ ان مقدس اور متبرک ساعتوں سے بھی پڑتا ہے جس کے ایک ایک پل میں رضائے رب کی بے شمار سعادتیں پوشیدہ ہیں ایک بار پھر افق مغرب پر ہلال نونمودار ہوا اور ماہ رمضان اپنی تمام تر رحمتوں ، برکتوں اور سعادتوں کے ساتھ ہمارے سروں پر سایہ فگن ہو گیا ہم نے نہایت ہی خندہ پیشانی سے اس کا استقبال کیا دن کا روزہ رکھا قیام اللیل کیا ذکرواذکار اور تلاوت قرآن میں لگے رہے شب وروز کی تلاش میں شب بیداری کی قدم قدم پر خوشنودئ مولیٰ کے متلاشی رہے پچھلی خطاؤں پر نادم تو آئندہ خطاؤں سے دور رہنے کا عہد و پیمان کرتے رہے اور بڑی سرعت کے ساتھ نیکیوں کا فصل بہار ختم ہو گیا ایک بار پھر افق مغرب پر ہلال نونمودار ہوا اور ہم عید کی خوشیوں میں کھو گئے زرق برق لباسوں میں سج دھج کر نماز عید پڑھی اور تقبل اللہ منا و منک

کی صداؤں سے شاد کام ہوئے مگر شام ہوتے ہی احساس ہونے لگا ماہ رمضان کا خوشنما منظر نگاہوں سے اوجھل ہو چکا تھا آنکھیں آبدیدہ ہو گئیں مسجدوں میں نمازیوں کے آمد ورفت کی رونق رہی نہ تلاوت کے زمزمے نہ ہی دعاؤں کی سرگوشیاں اور سسکیاں، دل سے ایک کربناک آواز آئی۔ یاالٰہی! یہ کیا ہوا

مسجدیں آباد تھیں ویران کیونکر ہوگئیں

دعوت فکر

آیئے ہم اپنا جائزہ لیں غور وفکر کریں دیکھیں کہ ماہ رمضان جو سراسر تربیت کا مہینہ تھا روحانی اور ایمانی قدروں کو پروان چڑھانے حیوانیت اور نفس امارہ کو کچلنے کا مہینہ تھا اسکے گزرتے ہی آخر ہم اسقدر بے حس کیوں ہوگئے کہ آج بھی حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح کی صدائیں ہمارے کانوں سے ٹکراتی ہیں مگر ہمارے قدم مسجدوں کی طرف نہیں لپکتے نہ ہی دلوں میں وہ جوش وولولہ انگڑائیاں لیتا ہے جو کشاں کشاں ہمیں مسجدوں کی طرف لے جاتا تھا۔

ذرا غور کریں کیا ہم نے اس روحانی اور ایمانی تربیت سے خاطر خواہ فائدہ اٹھایا یا رسماً اور عادتاً ہم نے مسجدوں کا رخ کیا اور ایمان کی حلاوت اور مٹھاس سے محروم ہی رہے اگر ہم نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا ہوتا ماہ رمضان کے تمام مراسم عبودیت کو دل میں اتار لیا ہوتا تو آج ہماری یہ حالت نہ ہوتی ارشاد نبوی ہے ثلاث من کن فیہ وجد بھن حلاوۃ الایمان من کان اللہ و رسو لہ احب الیہ مما سوا ھما و ان یحب المرأ لا یحبہ الااللہ و ان یکرہ ان یعود فی الکفر بعد ان انقذہ اللہ منہ کما یکرہ انِ یقذف فی النار (صحیح مسلم کتاب الایمان)

جس شخص میں تین صفتیں پیدا ہوں گی وہ ایمان کی مٹھاس محسوس کرے گا۔

(۱) تمام دنیا کی نسبت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ زیادہ محبت کرے۔

(۲) اگر کسی شخص سے محبت کرے تو اس کا مقصد بھی اللہ تعالیٰ

کی رضا ہو۔

(۳) ہدایت کے بعد کفر میں لوٹنا اس کے نزدیک اس درجہ تکلیف دہ ہو جیسا کہ آگ میں ڈالا جانا تکلیف دہ اور نا قابل برداشت ہوتا ہے۔

اس حدیث کی روشنی میں آیئے اپنے دل کو ٹٹولیں اور دیکھیں کہ ہمارے دل میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی کتنی محبت ہے او رانکی رضا جوئی اور خوشنودی کے لئے ہم کیا کیا کام کرتے ہیں ۔ ماہ رمضان میں ہدایت کے راستوں پر چلنا اور خیر و فلاح کے کاموں پر لبیک کہنا ہمارے لئے کس قدر آسان تھا مگر یہ باتیں ہمارے دلوں میں جگہ نہ بنا سکیں اور ایمان کی مٹھاس سے ہم یکسر محروم ہی رہے یہی وجہ ہے کہ آج ہم پھر اپنی پرانی روش پر لوٹ آئے شیطان کے آزاد ہوتے ہی اسکی اور نفس امارہ کی غلامی میں لگ گئے جو کسی طرح بھی ایک مومن کے شایان شان نہیں مومن تو وہ ہوتا ہے جو ہدایت کے راستوں کو چھوڑ کر ضلالت و گمراہی کے راستوں پر قدم بھی نہیں رکھتا اور اگر کبھی غلطی اور نادانی سے اس کے قدم ضلالت و گمراہی کے راستوں پر پڑ گئے تو بلا تا خیر وہ توبہ و استغفار کرتا ہے اور بارگاہ خداوندی میں اشک ندامت کا نذرانہ پیش کرتا ہے اور التائب من الذنب کمن لا ذنب له کے مصداق اس کا دل بدستور نور ایمانی سے جگمگاتا رہتا ہے ذرا غور تو کیجئے آخر ہم بھی تو مومن ہیں اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے اور اس کا اظہار بھی کرتے رہتے ہیں پھر توبہ اور استغفار میں دیری کیوں؟ آیئے غلط کاری سے توبہ کریں گناہوں کے دلدل سے اپنے آپ کو باہر نکالیں مسجدوں کو آباد رکھیں اور ہر لمحہ اپنے مالک و مولی کی غلامی میں لگے رہیں اور اسکی خوشنودی کے کام کرتے رہیں۔

لعلکم تتقون اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جہاں فرضیت صوم کا حکم صادر فرمایا ہے وہیں لعلکم تتقون سے روزے کی غرض و غایت بھی بتا دیا ہے کہ فرضیت صوم کی پاسداری سے ہم تقوی شعار ہو جائیں متقی اور پرہیزگار بن جائیں آیئے غور کریں تقوی کیا ہے؟ تقوی کسے کہتے ہیں ہر چھوٹے بڑے گناہ سے بچنے کا نام تقوی ہے احکام الٰہی کی بجا آوری اور اس کی منہیات سے اجتناب کا نام تقوی ہے۔

تقوی مومن کی شان ہے اور عبادتوں کی مقبولیت کے لئے اللہ

رب العزت کو مومن سے صفت تقوی اور اخلاص عمل ہی مطلوب ہے
ارشاد نبوی ہے :

ان اللّٰہ لا ینظر الی اجسامکم ولا الی صورکم و لکن ینظر الی قلوبکم و اعمالکم (صحیح مسلم کتاب البر)

اللہ تعالی تمہارے جسموں اور تمھاری صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمھارے دلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے۔ انسان کے جسم میں دل کو مرکزی مقام حاصل ہے اس کے بگڑنے سے تمام اعضاء بگڑ جاتے ہیں اور اگر وہ اصلاح پذیر اور تقوی شعار ہو جائے تو تمام اعضاء اصلاح پذیر ہو جاتے ہیں اور تمام عبادتوں میں اللہ تعالیٰ کو بس دلی کیفیت یعنی حسن نیت اور تقوی ہی مطلوب ہے۔

چنانچہ ارشاد ربانی ہے لن ینال اللّٰہ لحومھا و لا دماء ھا و لکن ینالہ التقوی منکم (الحج ۳۷) اللہ تعالیٰ کو قربانیوں کے گوشت نہیں پہنچتے نہ ان کے خون بلکہ اسے تو تمھارے دل کا تقوی پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جگہ جگہ تقوی اختیار کرنے کا حکم دیا ہے ایک جگہ ارشاد ہوا یٰایھا الذین آمنوا اتقوا اللّٰہ حق تقاتہ (آل عمران ۱۰۲) اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا فاتقوا اللّٰہ ما استطعتم (التغابن ۱۶) پس ڈرو تم اللہ سے جتنی تم طاقت رکھو۔ انسان اگر حقیقت میں تقوی شعار ہو جائے اللہ سے ڈرنے والا اور برائیوں سے اجتناب کرنے والا بن جائے تو اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بھی اس کے لئے بہت سی آسانیاں پیدا فرما دیتا ہے ارشاد ہے ومن یتق اللّٰہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب (الطلاق ۲، ۳)

جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لئے چھٹکارے کی شکل نکال دیتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جس کا اسے گمان بھی نہ ہو۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا یٰایھا الذین آمنوا ان تتقوا اللّٰہ یجعل لکم فرقانا و یکفر عنکم سیئاتکم و یغفر لکم و اللّٰہ ذو الفضل العظیم (الانفال ۲۹)

اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو ایک فیصلہ کی چیز دیگا اور تم سے تمہارے گناہ دور کر دیگا اور تم کو بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

اللہ تعالیٰ متقیوں پر کس قدر مہربان ہے کہ انھیں مشکلات سے نکالنے غیب سے روزی دینے اور نور بصیرت عطا کرتے ہوئے انھیں عفوو درگذر سے ہمکنار کرنے کا وعدہ فرما رہا ہے اور آخرت تو بہر حال متقیوں کے لئے مقدر ہے ارشاد ہے: تلك الجنة التی نورث من عبادنا من كان تقيا (مریم ۶۳) یہ ہے وہ جنت جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے انھیں بناتے ہیں جو متقی ہوں۔

درحقیقت ماہ رمضان اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسی لئے دیا تھا کہ اس میں ہماری ایمانی اور روحانی تربیت ہو اور ہم اس ماہ کا احترام کرتے ہوئے تقوی کی ان بلندیوں کو چھولیں جہاں سے شیطان ہمیں دوسرے مہینوں میں اتار کر گمراہ نہ کر سکے اور رمضان کی مشق و تربیت، خدا ترسی اور گناہوں سے احتراز دوسرے ایام میں بھی اپنے اثرات دکھاتے رہیں مگر افسوس کہ ہم نے ماہ رمضان سے خاطر خواہ فائدہ نہ اٹھایا ایمان کی مٹھاس اور تقوی سے محروم کے محروم رہے یہی وجہ ہے کہ اس کے جاتے ہی ہم دوبارہ اپنی پرانی روش پر لوٹ آئے

؎ وہی رفتار بے ڈھنگی جو پہلے تھی سو اب بھی ہے

پھر بھی مایوس ہونے کی ضرورت نہیں آیئے ہم توبہ و استغفار کریں اور خلوص دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں تقوی کی صفت سے متصف فرمائے

عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے

اللهم انی اسا لك الهدی والتقی والعفاف والغنی (صحیح مسلم کتاب البر)

اے اللہ میں تجھ سے ہدایت کا پرہیزگاری (تقوی) کا پاکدامنی اور (لوگوں سے) بے نیازی کا سوال کرتا ہوں عرض ہے کہ دعا میں اخلاص اور اشک ندامت شامل کر لیجئے اور تھوڑی سی حرکت کیجئے شاہراہ ہدایت پر قدم ڈالئے اللہ تعالیٰ ضرور توفیق ہدایت دے گا کیوں کہ

؎ وہ تو مائل بہ کرم ہے کوئی سائل ہی نہیں

اعمال پر مداومت

مسلمانو! کیا ہمارا ایمان اس پر نہیں ہے کہ وہ رب جو رمضان کا خالق ہے اسی نے دوسرے مہینوں کو بھی پیدا کیا ہے پھر ماہ رمضان میں اس رب کو پہچاننا اور قدم قدم پر اس کی فرماں برداری کا مظاہرہ کرنا اور دوسرے مہینوں میں اسے فراموش کر دینا کیا ایمان کے منافی نہیں ہے جس رب نے ماہ رمضان کو مخصوص فضائل و برکات سے نوازا اور اسکی پاسداری کا حکم دیا ہے اسی رب نے دوسرے مہینوں میں بھی فرائض و واجبات اور دوسرے مراسم عبودیت کی پاسداری کا حکم صادر فرمایا ہے پھر ماہ رمضان میں مکمل اطاعت شعاری اور دوسرے مہینوں میں کوتاہی اور بیزاری آخر اسے کیا نام دیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو تو سب سے زیادہ وہ نیکی محبوب ہے جس پر ہمیشگی برتی جائے اگر چہ وہ معمولی ہی کیوں نہ ہو ثبوت میں یہ حدیث ملاحظہ فرمائیں عن عائشة رضی اللہ عنها ان النبی ﷺ دخل عليها و عندها امرأة قال من هذه؟ قالت هو فلانة تذكر من صلاتها قال مه عليكم بما تطيقون والله لا يمل الله حتى تملوا و كان احب الدين اليه ما داوم صاحبه عليه (صحیح البخاری کتاب التہجد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے ان کے پاس ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی آپ نے پوچھا یہ کون ہے؟ حضرت عائشہ نے جواب دیا یہ فلاں عورت ہے جو (نفلی) نمازیں کثرت سے پڑھتی ہے آپ نے فرمایا ٹھہرو! تم اسی چیز کو لازم پکڑو جس کی تم طاقت رکھو اللہ کی قسم! اللہ نہیں اکتاتا یہاں تک کہ تم خود اکتا جاؤ (یعنی تم زیادہ عبادت کرنے کی صورت میں اکتا سکتے ہو اللہ تعالیٰ اجر دینے میں نہیں اکتاتا) اور اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب عبادت و اطاعت وہ ہے جس پر اس کو اختیار کرنے والا ہمیشگی کرے۔

یہ حدیث وضاحت کرتی ہے کہ اللہ کی نظر میں مسلمان کا وہ عمل زیادہ پسندیدہ ہے جو ہمیشہ پابندی کے ساتھ کیا جائے اگر چہ وہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو اس تناظر میں ہم اپنا جائزہ لیں کہ ماہ رمضان میں پابندی کے ساتھ نوافل کی کثرت ذکر و اذکار، تلاوت قرآن اور توبہ و استغفار

وغیرہ کی ذریعہ ہم کس قدر خوشنودی مولی کے متلاشی تھے مگر ماہ رمضان کے رخصت ہوتے ہی نوافل اور تلاوت کو یکسر فراموش کرتے ہوئے فرائض سے بھی غافل ہو گئے مسلمانوں کو اس رویے سے باز آنے کی ضرورت ہے فرائض کی پابندی رمضان اور غیر رمضان میں یکساں طور پر ہونی چاہئے اور اس پر مداومت اختیار کرنی چاہئے بلکہ نوافل کے لئے بھی آدمی ایک معمول بنالے اایسا نہ ہو کہ کبھی رات بھر نوافل پڑھتا رہے اور کبھی رات بھر خراٹے بھرتا رہے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قال لی رسول اللہ ﷺ یا عبد اللہ لا تکن مثل فلاں کان یقوم اللیل فترک قیام اللیل (صحیح البخاری کتاب التہجد) مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عبداللہ! تم فلاں شخص کی طرح نہ ہو جانا وہ رات کو قیام کرتا تھا پھر (اکتا کر) رات کا قیام چھوڑ دیا۔

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ آدمی جس عمل کو شروع کرے اس پر مداومت برتے یہ تو نوافل کا معاملہ اور اختیاری امر ہے جبکہ فرائض کا معاملہ اس سے جداگانہ ہے رمضان ہو یا غیر رمضان فرائض کی ادائیگی یکساں طور پر مداومت کا متقاضی ہے مومن کامل اور اہل توحید کی خوبیوں کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

الذین ھم علی صلاتھم دائمون (المعارج ۲۳)

یعنی جو اپنی نماز میں کوتاہی نہیں کرتے ہر نماز اپنے وقت پر نہایت پابندی اور التزام کے ساتھ پڑھتے ہیں کوئی مشغولیت انھیں نماز سے نہیں روکتی اور دنیا کا کوئی فائدہ انہیں نماز سے غافل نہیں کرتا۔ پتہ چلا کہ نوافل ہوں یا فرائض تمام اعمال پر ہمیشگی اختیار کرنے کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ کے یہاں وہی عبادت قابل قدر اور پسندیدہ ہے جس پر ہمیشگی اختیار کی جائے ارشاد ہے :

واعبد ربك حتى ياتيك اليقين (الحجر ۹۹)

اپنے رب کی عبادت میں لگے رہیں یہاں تک کہ آپ کو موت آجائے۔ اور ہمیں اپنی موت کا علم قطعاً نہیں ہے اس لئے ہم مسلسل اللہ کی عبادت میں لگے رہیں غفلت نہ برتیں تاکہ ہمارا خاتمہ بالخیر ہو اللہ ہمیں اپنی عبادت پر قائم ودائم رکھے تقبل یا رب العالمین!